



## سرکاری رپورٹ (مباحثات)

بائیسون اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 2010ء بمقابلہ 3 محرم 1432 ہجری بروز جمعہ۔

نمبر شار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مشترکہ قرارداد نمبر 64۔	05
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	09

ایوان کے عہدیدار

اپیکر میر محمد اسلم بھوتانی

ڈپٹی اپیکر سید مطع اللہ آغا

ایوان کے افسران

جناب محمد خان مینگل سیکرٹری اسمبلی

جناب محمد عظم داوی۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہواني چیف رپورٹر



### بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 10 دسمبر 2010ء بمقابلہ 3 محرم الحرام 1432 ہجری بروز جمعہ بوقت صبح 11:35 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت

جناب محمد اسلم بھوتانی، جناب اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب اسپیکر:** السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

الَّذِينَ يُلْغِيْنَ رِسْلَتَ اللّٰهِ وَ يَحْشُوْنَهُ وَ لَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهُ ط وَ كَفَى بِاللّٰهِ حَسِيْلًا هـ مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا

ع

أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَ لِكُنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ ط وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا هـ يَا يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لَا

إِذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا هـ وَ سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَ أَصِيلَامٌ هـ

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۳۹ تا ۴۲﴾

**ترجمہ:** وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اُس سے اور نہیں

ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔ مُحَمَّد ﷺ بآپ نہیں کسی

کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہرس بنبیوں پر اور ہے اللہ

سب چیزوں کو جانے والا۔ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی

بولتے رہو اس کی صحیح اور شام - صدق اللہ العظیم -

**جناب اپیکر:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَقْفَهُ سُؤالات - زمرک صاحب - On point of order.

**وزیر مال:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - thank you، اپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں نواب صاحب کو چیف منٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے جو کوششیں جاری کی تھی تین سال سے اُسمیں ایک بہت بڑا مسئلہ بلوچستان کا جو کل ایک نے منظور کرایا یا کیوڑک کا جسمیں سے چھاپ بلیں روپے سالانہ بلوچستان کو میں گے جس میں میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں سب ایوان کو اس خوشیوں کے۔ اور sir ایک اور اہم مسئلہ ہے میں ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے Sir کوئی 8 تاریخ کو پنجگور میں تین پیشوں کو جو وہاں پر روزگار کیلئے جاتے ہیں، مزدوری کیلئے جاتے ہیں اُن کو شہید کیا گیا ٹارگٹ کلنگ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر ایک سازش ہو رہی ہے دو قوام کو لڑانے کی اور اس جمہوری حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے تو میں سب ایوان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ اسکی پر زور مذمت کریں۔ اور لاءِ اینڈ آرڈر جو فور سیز ہیں، وہ اس پر جو مجرم ہیں انکو گرفتار کیا جائے۔ کیونکہ یہ جو ہے اگر اس طرح سلسلہ آج اخباروں میں بھی آپ نے پڑھا ہو گا کہ مختلف تنظیموں نے جو ہمارے گورنمنٹ سے باہر نظر میں ہیں یا پارٹیاں ہیں وہ پھر اسکو ہوادے رہے ہیں اس مقصد۔

**جناب اپیکر:** جناب زمرک صاحب! آگے بحث ہے اسی حوالے سے تو اسی میں آپ اسکوناں جو ہے کر لیجئے گا۔  
**وزیر مال:** میں پواسٹ آف آرڈر پر یہ کہنا چاہتا ہوں بلکہ بحث میں تو ہم نے حصہ لیا تھا تو یہ بھی ہماری پارٹی اس بات پر مذمت کرتے ہیں۔

**جناب اپیکر:** بحث میں آپ حصہ لیں گے تو اسوقت کیجئے گا۔ وقفہ سوالات محترمہ وہینہ عرفان صاحبہ اپنی سوال پکاریں روہینہ عرفان صاحبہ نہیں ہے۔ Question No.197 and 198 stand disposed off. سیکرٹری اسٹبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

**جناب محمد خان مینگل (سیکرٹری اسٹبلی)** محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ وزیریجی نے کام کی وجہ سے ادیکبر کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم میر محمد صادق عمرانی صاحب، وزیر، کوئٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے 10 دسمبر کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم مولانا عبدالواسع صاحب، سینئر وزیر، کوئٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے 10 دسمبر کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم وزیر ارہن و ترقیات کوئٹہ سے باہر جانے کی کی وجہ سے 10 دسمبر کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب یہ وہ ملک جانے کی وجہ سے 10 دسمبر کے اجلاس کیلئے رخصت

کی درخواست دی ہے۔ میر امان اللہ نو نیزی صاحب، وزیر، کونسل سے باہر جانے کی وجہ سے 10 دسمبر کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

**جناب اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔ محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ اور جناب شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 64 پیش کریں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر پراسکیوشن ڈیپارٹمنٹ) **بسم اللہ الرحمن الرحيم - مشترکہ قرارداد نمبر 64**۔ ہرگاہ کہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سی۔ ایس۔ ایس کا امتحان پاس کرنے والے 34 امیدواروں میں سے 20 امیدواروں کو تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ جبکہ 14 امیدوار تا حال پوسٹنگ کے منتظر ہیں۔ دوسری جانب صوبہ میں کوایفائیڈ پولیس آفیسروں کی کمی کے باوجود ملکہ پولیس اور دیگر ملکہ جات میں خالی آسامیاں موجود ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ضیاء الحق کے دور میں 12th Common Batch کے تمام کامیاب امیدواروں کو accommodate کرنے کے طرز پر صوبے سے ماضی کی زیادتوں کے تناظر میں صوبہ کے مختص کوٹہ کے قطع نظر تعیناتی کے منتظر باقیماندہ 14 امیدواروں کو بھی فوری طور accommodate کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 64 پیش ہوئی۔ اس پر کوئی بات کرنا چاہیں گے؟ جی راحیلہ صاحبہ۔

**وزیر ملکہ پراسکیوشن:** **بسم اللہ الرحمن الرحيم**۔ یہ قرارداد جو ہے یہ ہمارے بلوچستان جیسے کہ سب کو پتا ہے کہ پسمندہ صوبہ ہے اور اس میں جو ہے تعینی جو سہ لوگوں ہیں وہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ باقی طرز پر بھی وفاقی سطح پر بلوچستان کیلئے نمائندگی جو ہے وہ ہر چیز میں کوٹہ کے لحاظ سے کم رکھی گئی ہے۔ جس کا ہمیشہ ہم وقار و فخر قائمی میں ہم اسکا ذکر کرتے رہتے ہیں کہ جی ہمارے ہاں یہاں پر فیڈرل سیکریٹریز کی تعداد کم ہے، باہر جو سفارتی اس پر ہے اس میں کم ہے تو یہ تمام چیزوں کے reason یہ ہے کہ وہاں پر ہمارے سیٹیں ہی اتنے کم مختص کی گئی ہیں کہ جب ہمارے talented نوجوان جو کہ ان تمام نامساعد حالات کے باوجود جب امتحان پاس کر کے آتے بھی ہیں چاہے میڈیکل چاہے کوئی ہیں لیکن اسوقت چونکہ C.S.S. کے حوالے سے ہے اور یہ ایک انتہائی اہم شعبہ ہے۔ جب اس میں بھی وہ کامیاب ہو کرتے ہیں تو سیٹیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیچارے منتظر رہ جاتے ہیں کہ جی پاس کرنے کے باوجود ہر چیز کرنے کے باوجود انہیں کہا جاتا ہے کہ ”آپ انتظار کریں“۔ اسی طرح کی نوعیت کا یہ ہے کہ اس میں جو ابھی recently ہے کہ C.S.S کا امتحان پاس کیا۔ آپ سوچیں کہ سال ایک ایک سال تیاری کرنے کے بعد جو ہے جب انہیں یہ جواب دیا جاتا ہے تو وہ اس سے اُنکی تمام فیلی اور وہ

خود جو ہے torture کا شکار ہوتے ہیں۔ تو اسیں سے 34 امیدوار جو تھے انہوں نے exam دیا تھا جسمیں سے 20 کو تعینات کر دیا گیا اور باقی کو کہا گیا کہ ”تالحال آپ انتظار کریں۔“ جو کہ ایک انتہائی نا انصافی کی بات ہے۔ اور میں صحیح کہ اسیں جیسے پہلے ضیاء الحق صاحب کے دور میں جو تھا یہ ایک 12th common batch جو ہوا تھا اسی طرز کا ایک case ہوا تھا۔ اسکی مثال اسلئے دی گئی ہے یعنی بات نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتی رہی ہے۔ تو اس طرز پر ان نوجوانوں کو جنہوں نے اپنی صلاحیتیں، اپنی محنت دن رات، شب و روز محنت کر کے جو ہے اسیں امتحان پاس کرنے کے باوجود انہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ ”جی آپ کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔“ تو یہ ایک انتہائی بے رحمی کی بات ہے۔ کیونکہ آپ اُسکا اندازہ کریں کہ وہ جو اُنکے والدین کو ان سے امیدیں ہیں، انہوں نے آگے بڑھ کر نہ صرف اپنی families کو چلانا ہے بلکہ قوم و ملک اور بلوچستان کے حوالے سے اپنے صوبے کی جو ہے وہاں نمائندگی کرنی ہے۔ جسمیں ہمارے تقریباً زیادہ تر یہ جنوں جوان ہیں اسیں لوکل ہیں جو کہ اپنی محنت کے بل بوتے پر آگے آئے ہیں۔ توفیڈرل کی طرف سے یا ایک انتہائی افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے جو ہے انکو ابھی تک پوسٹنگ آڈرنسیس دیتے ہیں۔ تو یہ قرارداد جو ہے جعفر صاحب اور میں اسلئے لائے تھے کہ تاکہ ان تمام نوجوانوں جو کہ تعیناتی کیلئے انتظار کر رہے ہیں انکو انکا جو ہے انصاف ملے اور انکو انکا حق ملے۔ آپکے توسط سے ایوان سے میں درخواست کرتی ہوں کہ ان نوجوانوں کیلئے جو ہے انکا حق دیتے جانے کیلئے کوشش ہو۔

Thank you very much.

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے جی جناب زمرک خان صاحب۔

**وزیر مال:** یہ جو قرارداد پیش کیا گیا ہے اسیں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ اہم قرارداد ہے۔ لیکن میں اسیں اتنا کہوں گا کہ Exam تو ہوتے رہتے ہیں پہلک سروں کمیشن کے ہمارے Departmental Exam بھی ہوتے ہیں۔ شاید میں یہ نہیں کہتا ہوں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ Exam تو پاس کرتے ہیں بہت سے امیدوار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ، پندرہ پوسٹوں کیلئے پانچ سو امیدوار بھی وہاں وہ qualified کر کے آگے آ جاتے ہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ جی سب کو accommodate کر لیں اگر ہو سکتا ہے تو اچھی بات ہے۔ لیکن یہ ہے کہ اگر ہم یہ بات کر دیں گے ایسا نہ ہو وہ اسلام آباد والے کہیں کہ ”جی اگر exam سب کے سب پاس کرتے ہیں تو سب کے سب کو کس طرح accommodate کریں؟“ یہ میں صحبتا ہوں کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سیٹوں کو بڑھایا جائے ہمارے کوئی کو 5% یا 6% ہے اسکو دی کر دیا جائے یا 15% کر دیا جائے اگر ہم کہیں کہ جی 34 کے 34 کا تتوہ کیا کہیں گے کہ ”جی ادھر تو بھی پنجاب میں کوئی پانچ سو چھوٹے سو امیدواروں نے Exam clear کیا ہے صوبہ پستونخواہ میں بھی دوسو، ڈیڑھ سو جو ہے وہ candidates کیا اسی طرح صوبہ سندھ میں“ بات یہ ہے کہ کوئی کو بڑھایا جائے۔

**جناب اسپیکر:** جناب زمرک خان صاحب آپ کی تجویز بالکل مناسب ہے۔

**وزیر ملکہ پر اسکیوشن:** لیکن میں اسیمیں صرف انکو بتانا چاہتی ہوں کہ سیٹیں یہیں بھی اور تاحال وہ پوسٹنگ کے منتظر ہیں۔ نہیں ہے کہ سیٹیں نہیں ہیں۔ اُسکو بہانا کر کے تو اس طرح کیا جا رہا ہے۔

**جناب اسپیکر:** قائد ایوان اس پر کوئی اگر بات کرنا چاہیں۔ محتملہ راحیلہ صاحب! competition کا مقصد یہ ہے کہ جو فرسٹ آئینگ پہلے انہیں کو لیا جائے گا۔ لیکن جناب زمرک خان کی تجویز اچھی ہے کہ اگر ہم کوئہ بڑھانے کی بات کریں جی سردار اسلام صاحب۔

**سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر آپاٹی و برقيات):** جناب زمرک خان کی تجویز بالکل اچھی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ پنجاب کا یا فرنٹئر کا مثال دیتا ہے کہ وہاں پانچ سو candidates نے امتحان پاس کیا ہے ہمارے تو دس، بارہ کی بات ہو رہی ہے۔ جب ہم فیڈرل حکومت سے بات کرتے ہیں، جب ہمارے نجع پر Exam C.S.S کا Exam پاس کرتے ہیں دس، بارہ بچوں کا مسئلہ ہے اُنکی پوسٹنگ نہیں کر سکتے ہیں اور ہمیں کیا دے سکتے ہیں؟ بالکل یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے ہم بالکل اسکی حمایت کرتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ نواب صاحب اس سلسلے میں stand لینے کے ہمارے بلوچستان کے بچوں نے جو Exam پاس کی ہے اُنکی کم از کم پوسٹنگ کریں۔

**جناب اسپیکر:** سردار صاحب! جہاں تک میری معلومات ہیں کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ سے correspondence بھی کی ہوئی ہے۔ اور اگر اس سال ان تمام بچوں کو لے لیں تو اگلے سال کیا ہو گا؟ اگر کوئی ہم بات رکھیں پھر وہ مستقبل ہو گا کہ وہ ہر سال پھر ہمیں ایسی قراردادیں نہیں لانی پڑیں۔ ایک رائے ہے لیکن ظاہر ہے جو ہاؤس کی متفقہ رائے ہے انہیں کو ساتھ لیکر میں چلو گا۔ جی کیپن عبدالحق صاحب۔

**کیپن (ر) عبدالحق اچکزئی (وزیر امورِ نوجوانان):** بسم اللہ الرحمن الرحيم thank you جناب اسپیکر۔ اسی قرارداد کے حوالے سے۔ قرارداد اچھی ہے اسیں کوئی شک نہیں ہے لیکن میں اس حوالے جناب زمرک خان صاحب کی بات کا تائید کروں گا۔ excuse me مری صاحب۔ میں اسکی اسلئے حمایت کروں گا کہ ہمیں۔ (مدخلت)

**جناب اسپیکر:** شاہ صاحب! ذرا سینیں میرے خیال میں۔ جی معزز زمبر۔

**وزیر امورِ نوجوانان:** میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں quality کو sacrifices کے اوپر competition کا مطلب ہی یہی ہے کہ آپکے پانچ سو بندے appear ہوتے ہیں اسیمیں سے آپ کے جو top three ہوتے ہیں آپکے پاس سیٹیں۔ وہی select ہوتے ہیں اور باقی رہ جاتے ہیں تو جسمیں سے آپ کو ملتی ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کر سکتے کہ ہماری سیٹیں پانچ ہیں یادس ہیں، ہم یہ request کر سکتے ہیں یہ suggestion دے

سکتے ہیں کہ ہماری سیٹیں پانچ کی بجائے دس کی جائیں تاکہ remaining candidates جو پانچ ہمارے رہ گئے ہیں وہ بھی ان سیٹوں کے against, adjust کے ہو سکیں۔ اگر ہم اس حالت میں رہ رہے ہیں جو کہ یہاں ہم سب، کہتے ہیں کہ ہر ایک بندے کو adjust ہونا چاہیے پھر ہمارا سٹم جس طرح چل رہا ہے اس سے بھی بدتر ہونا شروع ہو جائیگا۔ لہذا میری گزارش یہ ہے ہمیں سیٹوں کی بڑھانے کی گزارش کرنی چاہئے۔ اور quality کو ہمیں quantity کے اور قربان نہیں کرنی چاہئے۔ Thank you sir.

**وزیر ملکہ پر اسپیکر:** اپیکر صاحب! میں یہ واضح کرنا چاہتی ہوں امتحان جو انہوں نے پاس کیا ہے۔ یعنی کہ یہ نہیں ہے کہ وہ صرف میرٹ پر۔ وہ ٹول انہوں نے پورا کا پورا complete پاس کیا ہوا ہے وہ کوئی خیرات نہیں مانگ رہے ہیں وہ اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ سیٹوں کی بات تو میں نے بھی کی ہے کہ مستقل کیلئے اسکو بڑھانا چاہئے یا ایک permanent وہ ہے۔ لیکن انکے ساتھ انصاف کا کیا ہوگا جنہوں نے پاس بھی کیا، میرٹ پر بھی آئے سب کچھ ہوا؟ لیکن صرف یہاں جا رہا ہے کہ جی چار سیٹیں ہیں تو ہم صرف چار کو، بیس کو لگاتے ہیں باقی کوآپ کہہ رہے ہیں یہ نہیں کہنا چاہیے۔

**جناب اپیکر:** جی سید احسان شاہ صاحب۔

**سید احسان شاہ (وزیر صنعت و حرف)** شکریہ جناب اپیکر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کی تجویز بڑی معقول ہے کہ مستقل بنیادوں پر اس مسئلے کا حل نکالا جائے اور بلوچستان کے حوالے کو ٹھہر بڑھایا جائے۔ تاکہ ہمارے زیادہ سے زیادہ بچے adjust ہو سکیں۔ لیکن جناب والا! سر دست جن بچوں نے یہ Exam پاس کیا ہے انکی تو کم از کم حوصلہ افزائی ہو اور انکو دیکھ کر ہمارے کچھ اور بچے جو ہیں جو اسوقت تیاری کر رہے ہیں S.C.S کی اُنکے اندر ایک جوش پیدا ہو۔ اور وہ بھی اس میدان میں آئیں۔ جناب والا! فیڈرل گورنمنٹ کو یہ دو، چار سیٹوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ابھی میں اسمبلی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ایک دن میں ٹی وی میں پروگرام دیکھ رہا تھا، منشی لیبر کا ایک ذیلی ادارہ ہے جو درکرزو یلفیر فنڈر کے حوالے شاید manage کرتے ہیں کچھ فنڈر۔ جناب والا! اُنمیں گریڈ 16 سے لیکر گریڈ 20 تک ایک 190 آدمی Appoint کیتے گئے ہیں۔ 190 آدمی اور میرٹ کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ تو جناب والا! اگر ہمارے ان بچوں کو وہاں Adjust کر لیں تو میرے خیال میں یہ مناسب بات ہوگی اور بلوچستان کے موجودہ حالات کے حوالے سے ایک پیش قدمی ہوگی، شکریہ۔

**جناب اپیکر:** قائد ایوان کی رائے۔ جی عبدالرحمن آپ بات کریں پھر قائد ایوان اگر اس پر کچھ بولنا چاہیں। Then

will put it for voting.

**میر عبدالرحمن مینگل (وزیر معدنیات)** میں کامل اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب اپیکر! احسان محرومی اور

رہلوچستان کے حالات اسوقت کھاں تک پہنچے وجہ یہی ہے کہ نبیدی لوگوں کو روزگار نہیں ہیں۔ لوگوں کو تعلیم نہیں ہے۔ لوگ ہر زندگی کی سہولت سے محروم ہیں۔ تو یہ جو محترم نے یہ جو پاس کی ہوئی ہے C.S.S Exam یا جو بھی رپاس کی ہیں انکا حق ہے کہ انکو job ملنا چاہئے انکو پوسٹنگ دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ باقی اسکے علاوہ آپ دیکھ لیں وفاقی فیڈرل جتنے بھی ادارے ہیں آپ پی آئی اے، ایف آئی اے ہے، کشم ہے، کورٹ قاسم ہے، اسٹیل مل ہے۔ بلوچستان کا کوٹھ بالکل ہے نہیں ان میں۔ اگر ہے تو ضرور ہے لیکن انکو بلوچستان کے آج تک کسی فیڈرل ادارے میں بلوچستان کے مقامی تعلیم یافتہ گر مجبویٹ بیروزگار پھر

رہے ہیں کیا اسی دور میں موجودہ جو گورنمنٹ جب سے آیا ہے مشرف کے بعد۔ تو احساس محرومی ایسی چیزوں سے بڑھتی ہے اور حالات ایسے ہی بگڑ جاتی ہیں۔ میرا بھی گزارش ہے قائدیوان بھی تشریف رکھے ہوئے ہیں یہ موجودہ جو قرارداد پیش ہو رہا ہے اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے اور بلوچستان کے جواہاس محرومی یہیں انکو ختم کی جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی قائدیوان صاحب۔

**نواب محمد اسلم خان رئیسانی (قائدیوان)** اس سلسلے میں جناب اسپیکر میں نے پرائم منظر کو ایک خط لکھا ہے میں نے personally بھی ان سے بات کی ہے اور انکو ہم انشاء اللہ adjust کروائیں۔ اچھا دوسری بات یہ ہے کہ اب فیڈرل گورنمنٹ نے 5400 اسامیاں جو بلوچستان کے امیدواروں کیلئے منصب کی گئی تھیں اب ان پر بھی 14 تاریخ کو ایک میٹنگ ہے تو اسکے بعد وزیر appointments اعظم سے پھر میں ملاقات کر کے پھر میں یہ مسئلہ اٹھاؤں گا اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ یہ مسئلہ ہم حل کر کے رہے گے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ! میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی ثبت بات کی Let's wait for the reply of the take-up already انہوں نے کیا ہوا ہے فیڈرل گورنمنٹ سے Federal Government. اسکے بعد کیونکہ چیف منستر it is already on is already on it. تو اگر نہیں ہو گا تو اسکی تو موجود ہے ہم اسکو bend کر دیتے ہیں۔

**وزیر مکملہ پر اسپیکریشن:** جناب اسپیکر! اسکو کابینہ سے amendment کر کے لے آیا جائے۔ **جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے پھر بعد میں کریں گے۔ وزیر اعلیٰ کی ثبت یقین دہانی کے بعد قرارداد نمبر 64 کو فی الوقت نٹھائی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو ممبر کو استحقاق ہے کہ وہ دوبارہ اس قرارداد کو ایوان میں لے آئیں۔ قانون سازی وزیر داخلہ وہ قبائلی امور ضابطہ فوجداری 1898ء بلوچستان ترمیمی کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کی بابت تحریک پیش کریں۔

on behalf of Minister Home Sardar Aslam Khan

**وزیر آپاٹی و برقيات:** میں وزیر داخلہ و قبائلی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو فوری غور لایا جائے۔

**جناب اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو فوری غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو فوری غور لایا جاتا ہے۔ وزیر داخلہ و قبائلی امور، ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

**وزیر آپاٹی و برقيات:** میں سردار محمد اسلم بنجوا، وزیر داخلہ و قبائلی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو منظور کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کے مسودہ قانون مصدرہ 2010ء مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2010ء کو منظور ہوا۔ تحریک التواء نمبر 1 پر باقی ماندہ بحث۔ یہ چیف فنڈر اور گورنر صاحب کے حوالے سے جو قرارداد تھی اُس پر بحث شروع کریں گے۔ جناب عین اللہ شمس صاحب نے ادھوری بحث چھوڑ دی تھی۔ آپ ابتداء کریں جی ہم اللہ۔

**جناب عین اللہ شمس (وزیر صحت)** Thank you جناب اسپیکر۔ تحریک التواء جسے قرارداد میں تبدیل کیا گیا تھا اور اس دن بحث ادھوری رہ گئی تھی آج کیلئے دوبارہ کہا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے لئے سب سے بڑا مشکل یہ ہے کہ ہم جب امن کی بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے لیکن یہاں پر فیڈرل فورسیز اور فیڈرل ایجنسیاں، پراؤشل فورسیز اور پراؤشل ایجنسیوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اور اسکے اثر نفوس اور معاملات پر اسکا گرفت یہ پراؤشل ایجنسیوں اور فورسیز پر حاوی ہیں۔ تو یہ کہنا کہ امن و امان قائم کرنا یہ صوبائی معاملہ ہے یہ غلط ہے۔ تو جنک وفاق اور صوبے کے درمیان پراؤشل فورسیز اور ایجنسیوں، فیڈرل فورسیز اور ایجنسیوں کے درمیان coordination نہیں ہوگا، تعاون نہیں ہوگا تو یہ ناممکن ہے کہ ہم امن قائم کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جرم اور مجرم، جرم تسلسل کے ساتھ ہوتا جا رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں جرم کسی بھی معاشرے میں ہو سکتا ہے اور کسی بھی شہر میں ہو سکتا ہے چاہے وہ مکہ مکرمہ ہو چاہے مدینہ منورہ ہو چاہے Vatican city ہوں، چاہے نیو یارک ہوں چاہے پیرس ہو۔ جرم کہیں پر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن تسلسل کے ساتھ مجرم کا چھپنا یہ سوالیہ ہے؟ اور جیکہ اس سوالیے کو ہم حل نہیں کر سکتے کیونکہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تب تک ہم اسی میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ امن قائم ہو گایا لوگوں کو تحفظ حاصل ہو گایا اس ملک کے معاملات سدھ رجائیں۔ یہاں کوئی سرمایہ کار آئیگا یا یہاں کوئی معاملات سدھ رجائیں یا یہاں لوگ خوش اسلوبی سے travel کریں۔ چاہے وہ ٹرین میں ہوں چاہیے وہ by road ہوں چاہے by air ہوں۔ جس بھی حالت میں ہوں۔ ہم یہیں کر پائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم یہ مسلسل یہ کہتے چلے آ رہے ہیں اور بحثیت پارٹی کے ہم نے کئی بار فیصلہ کیا ہے کہ بھی آں پارٹیز کا نفرس ہوں۔ جو ہمارے بنا دی issues ہیں جو ہمارے بنا دی مسائل ہیں اُس پر بات کی جائے۔ چاہے وہ پارٹیز کے اندر ہوں وہ پارٹیاں یا باہر ہوں۔ ہم کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں گذشتہ دو سال سے لیکن ہم اسی میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں کہ ایک آں پارٹیز کا نفرس ہم منعقد کر سکیں۔ اب ایک یہ ہے کہ دو صورتیں ہمارے لئے رہتی ہیں ایک یہ کہ تجویز میں دونگا میں کہ اس ایوان سے ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی سب سے پہلے یہاں کے جو سول فوریز ہیں جو پرانش گورنمنٹ کے sub-ordinate ہیں اُس سے ایک مینینگ کی جائے جس میں تمام متعلقہ مکملوں کے اداروں کے سربراہ موجود ہوں۔ اُن سے ہم بات کر لیں۔ اور وہ اپنی مشکلات بتائیں کہ یہاں پر سقلم موجود ہیں۔ جہاں سے مجرم جرم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ نشاندہی کریگا اسکے بعد ہم فیڈرل فوریز، فوج اور اُس سے related intelligence ہیں جو ہم اُس سے بات کریں گے۔ ہم جزل کیانی صاحب سے بھی بات کریں گے کہ کیا ہو رہا ہے یہ مشکلات ہیں ہمارے اور یہ سقلم موجود ہیں اور یہاں یہ غلطیاں ہیں یہاں faults کی وجہ سے ہم مارے جا رہے ہیں۔ اور پھر وہ ممالک جسکی ہم وقاً فتو قائمانہ ہی کیا کرتے ہیں کہ بھی یہ ممالک ہمارے اندر ورنی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں یا وہ فوریز جو دس ہزار میل دُور سے آ کر یہاں انہوں نے ایک monopoly نے قائم کر رکھی ہے۔ اُسکے سفیروں کو ہم بلا سکتے ہیں۔ تو اسکو ہم کہیں گے کہ بھی آپکے خواہشات کیا ہیں؟ آپکے ضروریات کیا ہیں؟ آپکے requirements کیا ہیں؟ ہمارے اور آپکے درمیان coordination کیسا ہو سکتا ہے؟ تاکہ ہم میریں بھی نہیں آپکو مشکلات بھی نہ ہوں اور مشکلات بھی نہ ہوں اور معاملہ باہمی مفاہمت سے سلسلہ یا جائے۔ ایک بار امریکن سفیر کے ساتھ ایک مینینگ میں جو ہمیں کچھ چیزیں دہ دے رہے تھے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ دو چیزیں ہیں ایک بم کا تختہ، ایک ڈرون حملوں کا تختہ، ایک کروز میز اکل کا تختہ اور ایک ہے اس قسم کے تختے۔ تو اُس سے تو نفرت بڑھ جاتی ہے اور اس سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ کیوں نہ ہم وہ راستہ اختیار کر لیں جس سے ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔ اگر کوئی دس ہزار میل دُور رہ کر ہم سے ڈرتا ہے کہ یہ بھی ایک خوف ہے، ایک آفت ہے، ایک مصیبت ہے امریکہ کیلئے یا نیٹو فوریز کیلئے

یا اُن ملکوں کیلئے تو ہم dialogue کر لیتے ہیں۔ اسکو ہم بتا دیتے ہیں کہ یہاں تک ہمارے معاملات ہیں ایں آپ مداخلت نہ کریں۔ اور یہاں تک آپ کے حقوق ہیں آپ کے اختیارات ہیں آئمیں ہم مداخلت نہیں کر سکتے۔ تو یہ معاملہ اس طرح سدھ رکھے گا۔ لیکن جیک ہم اپنے فوریز کو سب سے پہلے نہیں بلا سکتے۔ ہمارے provincial chapter کے جو فوریز ہیں، ان سے ہم بات کریں۔ وہ نہیں بتائیں کہ یہاں یہاں پر شخص موجود ہیں یہاں یہاں پر سبق موجود ہیں یہاں پر مشکلات ہیں۔ تو اُس مشکلات کی نشاندہی کے بعد ہم فیڈرل اور اس سے related ایجنسیاں، فوج اور اس سے related ایجنسیاں، جزل کیانی صاحب وغیرہ سے ہم بات کر سکتے۔ کمیٹی بنائیں۔ صرف ایک قرارداد کو پاس کرنا کہ ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے مسائل حل ہونگے۔ ہمارے مسائل تب حل ہونگے کہ ہم اسکا پیچھا کریں۔ ان مسائل کا پیچھا کریں۔ تو میں گزارش یہ کروں گا قائد ایوان صاحب بھی بیٹھے ہیں آپ کے توسط سے میں گزارش کروں گا کہ ایک تمام پارٹیوں کے جو یہاں پر موجود ہیں اسے ایک کمیٹی با اختیار بنائی جائے۔ کہ وہ یہاں صوبائی جو محکمے ہیں اور اُسکے سربراہ ہیں جو امن وہ امان کے ذمہ دار ہیں، اسکو بھی بلا کیں۔ اور اسکے بعد پھر فوج اور اس سے متعلقہ ایجنسیاں، ان سے بات کی جائے۔ اور ایک گزارش یہ بھی میں کروں گا اس فور کے توسط سے کہ وہ پارٹیاں جو اس ہاؤس سے باہر ہیں اگر وہ اپنے آئمیں یہ چاہتے ہیں کہ بھئی ایک آل پارٹی کا نفرس ہم بنائیں۔ میں اسکو welcome کہتا ہوں۔ اور میں اپنے پارٹی کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے آئمیں بیٹھنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ اور اسکو تائید کرنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ اگر وہ نہیں، تو میں نواب صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بحیثیت چیف منستر تمام Senators جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں، تمام MNA's جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں، تمام MPA's کو ہم ٹھنڈے دل و دماغ کیسا تھام لوگوں کی آراء کو مد نظر رکھ کر کے ایک رائے عمل مرتب کر لیں۔ اور اس معاملے کا ہم پیچھا کر لیں کہ جو لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، جو ہمارے سسٹم کو تباہ کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ہم اسکا دفاع کر سکیں۔ یہ میری خواہش بھی ہے اور نواب صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش بھی ہے کہ ایک انہائی با اختیار کمیٹی بنائی جائے۔ صرف یہ نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ بھئی یہ قرارداد مذمت ہے یہ نواب صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ بیٹک ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔ نواب مگسی صاحب پر حملہ ہوا ہے بیٹک ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔ نواب اسلم رئیسانی صاحب، وزیر اعلیٰ رہیں یا نہ رہیں، اسکی ایک حیثیت ہے، نواب مگسی صاحب گورنر ہیں یا نہ رہیں اسکی ایک حیثیت ہے۔ سردار جیلانی خان صاحب مارے گئے وہ کوئی ایم پی اے نہیں تھا وہ کوئی گورنر نہیں تھا وہ کوئی وزیر اعلیٰ نہیں تھا لیکن

ڈکھ سب کو پہنچا ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ یہ جو ہمارے قبائلی زعماء مارے جا رہے ہیں ہمارے بڑے مارے جا رہے ہیں جو بات کرنے کے قابل ہیں یا جو فیصلہ دینے کے قابل ہیں اُن سب کو ملیا میٹ کیا جا رہا ہے۔ تو ایک نوجوان نسل نہ اسکی تربیت ہیں نہ اسکا تجربہ ہے نہ معاملات کی اونچ نیچ کام و جزر کا پتہ ہے۔ یہ ہمارے مشکل create کریگا گزارش یہ ہو گی تمام ایوان سے کہ تباو یزدیں کمیٹی بنائیں فوریز سے بات کریں پراؤشل سے فیڈرل سے فوج سے اور پھر ان مغربی سفارتکاروں سے جو ہمارے ملک کے معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اور اسکو ہم بازر کھنے کیلئے تباواز کے بھی مسائل ہو گئے میں نہیں کہتا کہ نہیں ہو گئے۔ اُسکے مسائل بھی ہم سننیں گے۔ اپنے مسائل بھی ہم سنائیں گے۔ تو اس بنیاد پر ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہمارے مسائل جو ہیں وہ حل ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جو اس طرح کے معاملات میں جیسے نواب مگسی صاحب کو بھی اطلاع دیا گیا تھا تین دن پہلے ہمارے جعفر خان مندوخیل صاحب نے دیا تھا کہ ”آپ پر حملہ ہونے والا ہے“۔ گیلو صاحب کو بھی انہوں نے اطلاع دیا تھا کہ ”آپ پر حملہ ہونے والا ہے، تو یہ ایک انتہائی اہم ذریعہ ہے۔ کاش کر آج وہ بیٹھا ہوتا اور ہمیں بتاتا کہ بھائی یہ یہ سوریز ہیں اور یہ یہ فوریز ہیں جو نواب مگسی صاحب پر حملہ کرنیوالے تھے یا گیلو صاحب پر حملہ کرنیوالے تھے۔ تو ہم کسی رُخ پر چل پڑتے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کی ایک با اختیار کمیٹی اس ہاؤس سے بنائی جائے تاکہ ان تمام فوریز سے، چاہے پراؤشل ہوں، چاہے مغربی سفارتکار ہوں اُن سب سے بات کی جائے۔ thank you very much.

**جناب اسپیکر:** جناب ظہور احمد بلیدی صاحب۔

**میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے ابی سی ڈی اے)** شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد جعفر خان مندوخیل کی طرف سے پیش ہوئی ہے میں اسکی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ یہ کہتا چلوں کہ گورنر بلوچستان نواب ذوالفقار علی مگسی جن پر یہ حملہ ہوا ہے یا چیف منسٹر بلوچستان نواب اسلم خان رئیسانی پر جو یہ حملہ ہوا ہے یہ ایک سوچھی سمجھی سازش کے تحت یہ سارا کچھ ہوا ہے۔ نواب مگسی یا نواب رئیسانی، یہ صرف گورنر اور وزیر اعلیٰ نہیں ہیں بلکہ بلوچ اور پشتون معاشرے میں اُنکی اپنی ایک حیثیت ہے۔ اور بہت سے لوگ اور بہت سے قبائل اُنکی سنتے ہیں بلکہ یہ سازش ابھی کی نہیں ہے یہ سازش بہت دیر پہلے سے شروع ہوئی ہے۔ یہاں بلوچستان میں جتنے بھی نواب سردار جو اچھی رائے رکھتے ہیں بلوچ قوم میں اور وہ دانشور مفکر لیڈر مثال کے طور پر حسیب جالب اور شہید مولا بخش دشی جو اچھی رائے رکھتے ہیں انکو قتل کرنے اور انکو راستے میں ہٹانے کی ایک سوچھی سمجھی سازش ہے۔ جناب اسپیکر یہ صرف ایک تنظیم کو ہم نہیں کہتے۔ یہ ایک تسلسل ہے وہ زیادتیوں کی جو ساٹھ سال سے بلوچستان پر ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ اب جناب اسپیکر! بلوچستان میں ایف سی اور باتی جوادارے ہیں، جو وفاق کی طرف سے ہیں، انہوں نے ایک متوازن حکومت قائم کر رکھی ہے۔ یہ کبھی لوگوں کو ماورائے قانون کے تحت اٹھا کے لے جاتے ہیں اور انکی مسخر شدہ لاشیں جا کے چھینک

دیتے ہیں۔ انکے نتیجے میں یہ سارا رُ عمل ہوتا ہے۔ اور اس پر جناب اپیکر! میں بیرونی جو قوتوں ہیں، جو یہاں اس ملک میں بیٹھ کر سازشیں کر رہے ہیں اسکو بھی رہنیں کیا جاسکتا۔ جناب اپیکر! اس پر دونوں جانب جتنے بھی فریقین ہیں انکو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اب وفاقی حکومت جو کب یہ دعوے کر رہی ہے کہ ”میں بلوچستان کے معاملے کو حل کر دوں گا اور آغاز حقوق بلوچستان پر من و عن عمل کر دوں گا“، لیکن جناب اپیکر! ابھی تک کوئی ایسا ہمیں وہ نظر نہیں آیا ہے جو ہم کہیں کہ جی چلے ایک طرف سے تو زیادتیاں ہو رہی ہیں، ایک طرف توبات نہیں مانی جا رہی ہے لیکن دوسری طرف جو انکے اپنے شرط و شرائط تھے اور انہوں نے جو بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنے کے دعوے تھے، نہ وہ اس پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اب آپ دیکھیں بلوچستان میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ ”جی ہم ایف سی کو بلوچستان حکومت کے ماتحت کر دینے گے اور ایف سی بلوچستان میں جو بھی یہاں کریں بلوچستان حکومت سے پوچھ کر کریں“، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں آئے روز لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے آئے روز لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ اور پھر انکے لاشوں کو مسخ کر کے پھینک دیا جا رہا ہے۔ تو جناب اپیکر! اس طرح مسئلے حل نہیں ہونگے۔ میں جناب عین اللہ شمس صاحب کی بات پر بالکل میں اتفاق نہیں کرتا۔ میں بلکہ یہ تجویز دیتا ہوں کہ پہلے ہم وفاق کو مجبور کریں اور ان سے یہ کہیں کہ جی آپ اگر جبکہ اپنے وعدے ہیں جو بلوچستان کیا تھا آپ نے کیے ہیں کہ ”یہاں ڈولپمنٹ ہو گا۔ یہاں سرکاری فورسز اور جراحت کا روای کریں گے جہاں صوبائی حکومت کہے گی کہ جس جگہ law and order کا problem آ رہا ہے۔ جہاں شرپسند بیٹھے ہیں وہاں جا کر حملہ کریں“، لیکن ابھی تک اس طرح نہیں ہوا ہے۔ تو جناب اپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ پہلے ہماری فورسز اور وفاق کو اپنے وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ اسکے بعد اگر کوئی دیکھا جائے کہ کہیں بہت ہی زیادہ سلسلہ ہو رہا ہے یا لوگ اپنی اُسمیں وہ کر رہے ہیں تو اسکے بعد آہستہ آہستہ خود چیزیں ٹھیک ہونی شروع ہو جائیں گیں جناب اپیکر

-thank you

**جناب اپیکر:** جناب طارق بگٹی صاحب۔

**جناب طارق حسین مسوري بگٹی:** جناب اپیکر صاحب! میں سب سے پہلے گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ بلوچستان پر حملہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ جیسے کہ کچھ دوستوں نے کہا کہ یہ بلوچی روایات کے خلاف ہیں کہ نواب مگسی پر حملہ ہوا یا نواب رئیسانی پر حملہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی انسان کا قتل کرنا وہ انسانیت کا قتل ہے۔ یہاں بلوچستان میں مزدور یا اسٹاد یا پروفیسر خواتین تک بھی ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ اگر حکومت بلوچستان یا اقدامات اور عملی اقدامات پہلے اٹھاتی تو شاید آج یہ نوبت نہ آتی کہ نواب مگسی پر حملہ ہو جاتے ہیں یا نواب رئیسانی صاحب پر حملہ ہو جاتے۔ یہ سلسلہ ٹھیک ہے جو ہوا ڈیٹیٹریشن میں مشرف دور میں وہ تو سوہا اسوقت جہوری دور، تین سال گزر چکے ہیں جو بلوچستان میں ہو رہی ہے۔ تین سال گزر جانے کے باوجود یہاں قتل و غارت اغواء برائے توان، وہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اُسمیں کوئی کمی ہم محسوس نہیں کر رہے

ہیں۔ انہیں زیادتی زیادہ ہو رہی ہے۔ روز بروز اغوا برائے تاوان کے واقعات کوئئے میں اور بلوچستان میں اور اب تو قتل و غارت جس طرح کچھ دوستوں نے کہا کہ یہ ایک سازش ہے، وہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبائل کو دوسرے قبائلوں کے ساتھ لڑایا جائے اسکو بھی ہم روپیں کر سکتے، آج جب یہ حکومت آئی تھی تو ہمیں بڑی امیدیں تھیں کہ نواب مگسی شخصیت گورنر ہیں اور ریسنسی اسٹاٹ صاحب اپنا وزیر اعلیٰ ہیں۔ یہ وزیر اعلیٰ ہوتے یا نہ ہوتے لیکن انکا اپنا ایک قبائلی حیثیت ہے میں سمجھتا ہوں اس قبائلی حیثیت سے بھی یہ بلوچستان میں اہم role ادا کر سکتے تھے۔ لیکن ابھی امن مجھے نظر نہیں آ رہی کہ جیسے مجھے یہ بھی محسوس ہو رہا ہے کہ حکومت بے بسی کی عالم میں ہیں اُنکے آپس میں coordination بھی بہت کم مجھے نظر آ رہی ہے کہ فیڈرل جو ایجنسیاں ہیں اور province کی جو ایجنسیاں ہیں اُنکی آپس میں coordination نظر نہیں آ رہی ہے، جتناک آپس میں coordination ہی نہیں ہو گی performance ہم کیا دے سکیں گے ہمیں ابھی صرف مراجحت تک ہی نہیں رہنا چاہیے ہمیں عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے آپس میں coordination قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ قبائلوں کے جو سردار ہیں انکو اپنا role ادا کرنا چاہیے جو قبائلوں کے آپس میں rifts ہیں یا اُنکے آپس میں قتل و غارت ہیں، انہیں بھی وہ role ادا کر سکتے ہیں، انکو ختم کیا جاسکتا ہے، negotiation کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے وہ ہونی چاہیے۔ اگر کوئی آپکے ساتھ negotiation کو تیار ہو تو۔ میں کہتا ہوں negotiation ہوں۔ مسئلے حل ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر negotiation کیلئے تیار ہی نہ ہو تو آپ انکو کیسے table پر لاسکتے ہیں۔ تو ابھی تین سال گزر چکے ہیں دو سال باقی رہ گئے ہیں۔ تین سال تو ہم نے negotiation میں، بات چیت میں وہ اپنے گزار چکے ہیں لیکن result مجھے تو کچھ نظر نہیں آیا لیکن کوشش کرنے میں کوئی حرجنہیں کوشش ہونی چاہیے اور سب سے پہلے میں یہ تجویز دوں گا کہ ایجنسیاں جتنی بھی ہیں ان کی آپس میں کو coordination کرنا چاہیے اُنکے بعد قبائلی سردار اور راجہ نما جو role ادا کر سکتے ہیں اُنکو اپنی role ادا کرنی ہو گی اور اب عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اسکے ساتھ جی thank you جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** بست لعل گلشن، بست! آپ نے بات کرنی ہے پرسوں آپ نے کہا تھا جی بست لعل گلشن۔

**انجینئر بست لعل گلشن (وزیر اقیقی امور)** شکریہ جناب اسپیکر، آج اس تحریک التواء پر بحث ہو رہی ہے میں جناب جعفر خان مندوخیل کی اس تحریک بھر پور حمایت کرتا ہوں اور 30 نومبر کا واقعہ ہو چاہے دو دن پہلے کا واقعہ ہوا اسکی میں بھر پور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں ہمارے دوستوں نے یہاں بھر پور بحث کی ہے اس پر بات یہ ہو رہی ہے کہ اس ہمیں سوچھنا چاہیے کہ یہ معاملات کیوں ہو رہے ہیں یہاں؟ جناب ظہور بلیدی صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ یہ سب کچھ شاید بلوچستان کی جو محرومیاں ہیں ساتھ سال کی، اُنکی وجہ سے یہ ہو رہے ہیں میں اس بات کی حمایت کرتا ہوں کہ یہ شاید اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ محرومیوں کا ازالہ نہیں کر پا رہی ہے یہ ہماری مرکزی حکومت خاص طور پر جو ہے آج حقوقِ انسانی کا عالمی دن منایا جا رہا ہے اس

حوالے سے بھی اگر بات کی جائے تو شاید مری نہیں ہوگی، کہ بلوچستان میں جو انسانی حقوق کی زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ اسکا عمل بھی ہو سکتا ہے تو میں ان دوستوں جو یہ واقعات کر رہے ہیں یا ڈیشٹرکٹری کے جو واقعات ہو رہے ہیں، انکو صرف یہ میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ حکومت جو بلوچستان کی حقوق کی بات کرتے ہیں وہ دوست ہمارے۔ تو نواب رئیسانی صاحب نے ان تین سالوں میں بلوچستان کے حقوق کی جو بات کی ہے اس سے زیادہ قوم پرستی اور کیا ہو سکتی ہے۔ آج ریکوڈ ک پراجیکٹ ہمیں مل رہا ہے، سیندھ ک پراجیکٹ کی بات ہو رہی ہے، گودار بندراگاہ کی بات ہو رہی ہے، آغازِ حقوق بلوچستان ہمیں مل چکا ہے، کنکرنٹ لسٹ کا خاتمه ہو رہا ہے، میں یہ صحبت ہوں کہ یہ خود اختیاری کی طرف ہم جا رہے ہیں، ہر ایک کا اپنا انداز ہے، ہم بندوق نہیں اٹھاسکتے ہیں جو ایوان میں بیٹھے ہیں، ہم پارلیمانی طرزِ حکومت میں رہتے ہوئے بلوچستان کے حقوق کی بات کر رہے ہیں، اور کچھ لوگ جو ہیں وہ دوسروں کے اشارے پر بلوچستان میں بدنامی کی بات کر رہے ہیں، تو یہ قرارداد قبل حمایت ہے اور جو واقعات ہوئے ہیں میں انکی بھرپور مدد کرتا ہوں thank you.

**جناب اسپیکر:** مسٹر جے پرکاش۔

**مسٹر جے پرکاش:** اسپیکر صاحب، شکر یہ آپ نے بولنے کا موقع دیا جناب جعفر خان مندوخیل کی جو خریک التواء ہے اسکی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں اور گورنر صاحب پر حملہ یا ہمارے چیف منسٹر نواب صاحب پر حملہ، یہ یوں سمجھیں کہ بلوچستان اسمبلی پر حملہ ہے اور بلوچستان حکومت کو ناکام کرنیکی ایک سازش ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب، بہر حال اسکی تھوڑی سی نشاندہی میں اقلیت کی طرف بھی کرونا گا کہ سالوں سے ہم چھلانگ تے ہیں کہ اقلیت اغوا، برائے تاوان، قتل، واردات ہو رہے ہیں اس پر توجہ دی جائے لیکن عدم توجہ سے بڑھتے ہوئے یہاں نہ تاجر محفوظ ہیں، نہ پشتوں محفوظ ہیں، آخراں سازش پر سوچنا ہو گا کہ اسکی کڑی کیا ہے۔ میری رائے کے مطابق جو میں نے محسوس کیا ہے اسکی پالیسی کے حوالے سے مولانا داسع تفصیلی بیان دیا اسمیں ایک حقیقی صداقت ہے ہماری صوبائی قائد جناب شیرانی صاحب پر بھی حملہ ہوا، گیلو صاحب صاحب نے جو تفصیلی بیان دیا اسمیں ایک حقیقی صداقت ہے کہ امریکہ سپر پاور ہے، ہمیں ہمیں کہا جاتا ہے کہ ”بیرونی ہاتھ ہے“، اسمیں کوئی شک نہیں جبکہ مانا جاتا ہے کہ امریکہ سپر پاور ہے، ہمیں امریکی عوام سے نفرت نہیں ہے بلکہ ہم امریکہ کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ہمیں اسمبلی کے جو ممبر ہیں اسوقت جو حال چل رہا ہے یہ امن کے حوالے سے بات ہو رہی ہے ہمیں تیکھی کی ضرورت ہے نہ کہ کسی کے اوپر تقدیم کی ضرورت ہے کہ ہمیں اس سے اختلافات ہیں کوئی ڈولپمنٹ اسکیم کی بات نہیں ہے، یہ موجودہ وقت امن کی بات ہے، اسمیں ہمارے بلوچستان کا ہر فرد جو بھی انسان یہاں رہتا ہے چاہے اونچی ذات کا ہو چاہے پنجی ذات کا ہوا سکا فرض ہے اور اس حق لازم ہے کہ امن کی بات کریں اور اپنے ملک کی مفاد کی بات کریں۔ جناب

اپنے کر صاحب! جہاں تک پھر کا لجز کی بات چلی ہمارا صوبہ بلوچستان کا لجز کے حوالے سے خصوصی طور پر میں یہ کہونگا میڈیا یکل کا لجز کے حوالے سے محروم ہے جس پر کل جناب زمرک صاحب نے بھی اپنا اظہار خیال کیا جناب عبدالرحمن مینگل صاحب نے ابھی بات کی جگہ باقی صوبوں میں پانچ، پانچ، چھ، چھ میڈیا یکل کا لجز ہیں اور ہمارے اس صوبے میں ایک میڈیا یکل کا لجز ہے تمام صوبوں میں آرئی پبلک میڈیا یکل کا لجز ہیں لیکن ہمارا صوبہ اس سے محروم ہیں وہ بھی ہمارے صوبے میں بننا چاہیے، اور اسکے حوالے سے ہم جو تمام اسمبلی ممبران ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے تمام پارلیمانی لیڈرز بشوں اقلیت، ہر فورم پر بات کی جاتی ہے لیکن اقلیت کا نام نہیں لیا جاتا کیا ہم پاکستان کے باشندے نہیں ہیں؟ ہم بلوچستان کے باشندے نہیں ہیں؟ ہمیں بھی کمیٹی کے اسمیں ڈالا جائے تاکہ ہم بھی اپنے مفاد کی بات کریں اپنی کمیونٹی کی بات کر سکیں، ایک ڈیلیگلیشن بنا کر اسلام آباد چلا جائے جو کہ خصوصی اسکا ایجنسڈا ہو پالیسی اسی میں پھر ہماری ہمیں اپنی خارجہ پالیسی والوں سے بات کرنی ہے، جو کہ ٹھوس ایک ایجنسڈا بنا کر امریکیوں سے بات کریں کہ بھائی آپ کیا چاہتے ہیں آپ اپنی پالیسی بتائیں؟ ہمارے ملک میں کیا انسان نہیں بستے ہیں جو ڈرون حملے ہوتے ہیں بھی پاکستان میں ہوتے ہیں؟ راکٹ فائر بھی یہاں پر ہوتے ہیں۔ ان سے مل بیٹھ کر بات چیت کرنی چاہیے، یہ ہم سب پر فرض لا گو ہیں اور دوبارہ بھی میں اس بات کی تائید کروں گا کہ ہمیں یک جہتی کی ضرورت ہے ہم یکجہتی کی پالیسی بنا کر آگے بڑھیں شکریہ۔

**جناب اپنے کر:** شکریہ سردار شناع اللہ زہری، آج نماز جمعہ بھی ہے ایک بجے اسمبلی مسجد میں ہوتی ہے اُسکو مد نظر رکھیں تاکہ ہم پہلے ذرا فارغ ہو کر وہاں پہنچیں سردار شناع اللہ زہری۔

**سردار شناع اللہ خان زہری (وزیر ایمنی ایئر جی اے ڈی)** شکریہ جناب اپنے کر، آج جو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے جناب جعفر خان مندوخیل صاحب کی طرف سے اور محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ کی طرف سے اسکی میں بھر پور حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں جو حالات، جس رُخ پر جا رہے ہیں وہ نہ بلوچستان کیلئے، نہ بلوچستان کے عوام کیلئے، نہ یہاں جو بننے والے لوگ ہیں انکے مفاد میں ہیں۔ جناب اپنے کر، بلوچستان رقبے کے حوالے سے تو ایک بہت بڑا صوبہ ہے لیکن آبادی کے حوالے سے بہت کم لوگ ہیں، ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں، یہاں جتنے رہنے والے اقوام ہیں، ہم ایک دوسرے کے روایتوں کے ہمیشہ سے پاسدار رہے ہیں اور ہم نے ہمیشہ سے روایتوں کی پاسداری کی ہے۔ اُسکی وجہ سے آج ہم جہاں جاتے ہیں لوگ ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی روایتوں کو پامال کی جھٹر ج پامال ہو رہی ہیں روایتیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر چھیکیں گے تو اس سے پھر کوئی ہم سے بھی یہ موقع نہ کریں کہ ہم بھی پھر روایتوں کی پامالی کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں نواب لگسی سے خود جا کر اُسکے گھر پر میں ملا تھا اُن سے، انہوں نے یہی کہا کہ میں اپنی ساس کی، خوشندا من کی فاتحہ پر گیا تھا تو آپ لوگوں کے علاقے

سے میں گزر رہا تھا تو میرے پر یہ attack ہوا پھر کچھ دن کے بعد نواب صاحب جب واپس آئے اُنکے اوپر ایک بھرپور انداز میں ایک attack کی گئی اور اللہ نے انھیں محفوظ رکھا لیکن جن لوگوں نے یہ attack کی انہوں نے اپنی طرف سے کوشش کی کہ نواب صاحب کی جان لی جائے۔ ہم پھر دوبارہ اس ایوان کے توسط سے میں دوبارہ یہ Fully Totally کہتا ہوں خدارا! ایسی ہی حضور جسٹری ہے میں نے اپنی speech میں عرض کی کہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے بہت بڑا علاقہ ہے لیکن آبادی کے حوالے سے ہم کافی تھوڑے ہیں، کافی چھوٹے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ میری کیا حیثیت ہے آپ کو پتہ ہے آپ کیا حیثیت ہے مجھے پتہ ہے اور جو لوگ یہ کر رہے ہیں وہ بھی ہمیں پتہ ہے اور ہم نے خدا نخواستہ آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی ہے کہ نوبت اس حد تک پہنچ جائے کہ کسی کی جان لینے کی کوشش کی جائے اور یہ کہا جائے کہ جی یہ تو غدار ہیں، ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی غداری کی ہے، بلوچستان کی بات کر کے آج تک آپکے سامنے ہیں۔ حقوق بلوچستان کی بات ہوئی ہے، دوسرے بلوچستان کے حوالوں سے جو بات ہوئی ہے، ریکوڈ کا مسئلہ ہو یا دوسرے مسئلہ ہوئے ہیں، اسی ایوان میں بہت سارے قوم پرست، میں 88 کے اس ایوان میں چلا آ رہا ہوں، نواب صاحب بھی 88 کے یہاں پر آ رہے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ جو بات ایوان میں جس ایوان میں ہم نے اس طرح کی پیش کی ہے ہم سے پہلے آنے والے جو نیشنل سٹ یہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کی ہے۔ کیونکہ 88 کے ہم آرہے ہیں یہاں ہم حزب اختلاف کے پیشوں پر بیٹھے رہے ہیں۔ یہاں بھی ہم نے Treasury benches پر بھی بیٹھے رہے ہیں ہم نے کوئی خدا نخواستہ بلوچستان کا کوئی سودا نہیں کیا ہے، لیکن ”حُبٰٰ علیٰ بِغَضٰ معاویة“ نہیں ہونا چاہیے جناب اپنیکر، کہ آج نواب اسلام رئیسانی کیوں وزیر اعلیٰ ہے؟ گورنر مگسی کیوں وزیر اعلیٰ ہے؟ ثناء اللہ زہری کیوں نواب رئیسانی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے cabinet میں اُسکے cabinet میں ہے؟ ہم اسی کرسی پر آج نواب رئیسانی بیٹھا ہوا ہے، اسی کرسی پر یہاں میں بیٹھا ہوا کرتا تھا ہم آج سے چار سال پہلے اس طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس سے پہلے 88ء میں نواب صاحب اور ہم ادھر کوئی اور بیٹھا ہوا تھا ہم وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ اسکا حق ہے، یہ اسکا حق ہے کہ کوئی کیوں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے؟ یہ جمہوری عمل ہے، ہم پارلیمانی سیاست پر یقین رکھتے ہیں، ہم جو پارلیمانی جمہوری سیاست ہے اُس پر یقین رکھتے ہیں اور ہماری حقیقتی الوعظ یہی کوشش رہی ہے کہ بلوچستان میں ہم رداداری کو بلوچستان کے روایت کو ہم قائم و دائم رکھیں اور انکو پامال نہ ہونے دیں، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جس طریقے سے اب یہ کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کو ایک خوفناک راستے کی طرف لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے، بلوچستان کو ایک خانے جنگی کی طرف لے جایا جا رہا ہے، اور خدا نخواستہ اگر یہ آگ بھڑکی تو میں سمجھتا ہوں پھر اس آگ میں تمام کے تمام لوگ جھلس جائیں گے، ہم تو نہیں بچیں گے لیکن جو لوگ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ لوگ بھی نہیں بچیں گے وہ بھی اسیں جھلسیں گے تو پھر دوبارہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی جور و ایتیں ہے ہماری ہم انکو وہ رکھیں، میں ایک طرف

رکھتا ہوں چیف منسٹر کو، ایک طرف رکھتا ہوں گورنر شپ کو لیکن آج سے نہیں 300 سال سے آپ گزینہ میراث کر دیکھ لیں، آپ خود پڑھے لکھے آدمی ہیں، آپ دیکھ لیں کہ نواب رئیسانی کی سارا وان میں کیا حیثیت ہے۔ جھالا وان میں کس کی کیا حیثیت ہے، ہمارے یہ وزیر اعلیٰ ہی سے بڑھ کر جو ہماری tribal society setup ہے یا tribal society ہے ہم اسکو بہت احترام سے دیکھتے ہیں اور بلوچستان کے لوگ اسکو زیادہ احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لیکن ہمیں یہ بالکل موقع نہیں کہی نہیں تھی۔ جن لوگوں نے بھی یہ حرکت کی ہے میں سمجھتا ہوں ہمیں یہ موقع نہیں تھی کہ یہ حرکت ہو گی اور اس طرح کے اگر حرکات ہوتے رہیں اور اس طرح کے واقعات اگر ہوتے رہیں، اگر ان کا تدارک نہیں کیا گیا اور انکی سد باب نہیں کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر بلوچستان جس ڈگر پر چلے گا جس ڈگر پر جایگا اسکو، اللہ ہی پھر بلوچستان کو محفوظ رکھے گا اور بلوچستان کو پھر خانہ جنگی سے کوئی نہیں روک سکے گا میں انہیں الفاظ کے ساتھ آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** کیبین عبد الخالق اچزنی۔ آپ نے شاہ صاحب بات کرنی ہے؟

**وزیر صنعت و حرف:** جس دن یہ اجلاس تھا آپ ۔۔۔

**جناب اسپیکر:** نہیں میرے پاس نام نہیں آئے۔ میرے پاس نام نہیں آئے نا۔

**وزیر صنعت و حرف:** جناب اسپیکر! آپ نے خود اسی Chair پر بیٹھ کر یہی فرمایا تھا کہ جناب اگلے دن جو ہے پارلیمانی لیڈرز کو موقع دیا جائیگا۔

**جناب اسپیکر:** آپ بات کر لیں۔ آپ بات لیں بسم اللہ۔

**وزیر صنعت و حرف:** ابھی بھی آپ مجھ سے وہی سوال پوچھ رہے ہیں اور پھر میں دوہارا ہوں جناب جو کہ مجھے کرنا چاہیے تھا۔

**جناب اسپیکر:** نہیں بسم اللہ۔ اس دن یہ تھا کہ نام آجائیں، میرے پاس نام آرہے ہیں، آپ بات کر لیں

**وزیر امورِ افغانستان:** ہم معافی چاہتے ہیں آپ بات کر لیں۔

**جناب اسپیکر:** آپ بات کر لیں۔

**وزیر صنعت و حرف:** نہیں آپ بات کر لیں پہلے آپ کا نام ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں۔

**نواب محمد اسلام رئیسانی (قاائدِ ایوان)** جناب اسپیکر صاحب! ہم شاہ کو منت کرتے ہیں کہ آپ بات کریں۔

**جناب اسپیکر:** اس دن یہ ہوا تھا کہ مجھے نام آئیں گے۔ جس طرح میرے پاس نام آرہے ہیں تو اسی لیے میں نے آپ سے آپ کی رائے پوچھی، جی بسم اللہ احسان شاہ صاحب۔

**وزیر صنعت و حرف:** شکر یہ جناب اسپیکر صاحب میں ذرا گزارش کروں۔

**قاائد ایوان:** جناب اسپیکر صاحب! ایک گزارش ہے کہ اسمبلی کے ہمارے اسمبلی کے معزز اراکین کیلئے سب کیلئے بلڈ پریشر کا ادویات کا بندوبست کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی احسان شاہ صاحب۔

**وزیر صنعت و حرف:** جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کی ڈیٹی مارنے کی باوجود میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا جناب والا کچھ کہنے کا۔

**جناب اسپیکر:** اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ نے بلوچستان کے سات بجٹ پیش کیے ہیں اور پھر بھی ڈیٹی کا لفظ اگر آپ پارلیمانی سمجھتے ہیں تو مجھے کوئی اس پر اعتراض نہیں ہے۔

**وزیر صنعت و حرف:** چلیں میں اپنا یہ الفاظ واپس لیتا ہوں لیکن آپ نے ایک پارلیمانی لیڈر کے حوالے سے۔

**جناب اسپیکر:** لیکن احسان شاہ صاحب! حیثیت جناب محمد

اسلم بھوتانی میری کوئی حیثیت نہیں ہو لیکن جب اس ایوان کی 65 آدمیوں نے منتخب کر کے اس کرسی پر بٹھایا ہے

**وزیر صنعت و حرف:** اس میں بھی ہوں آئیں میری پارٹی بی این پی عوامی بھی شامل ہے جسکا کہ میں پارلیمانی لیڈر ہوں۔

**جناب اسپیکر:** تو ان 65 میں آپ بھی شامل ہے تو آپ اس Chair کی عزت کریں، میرے ذات کی عزت نہ کریں جب میں یہاں سے ہٹونگا آپ مجھے گالیاں دیں۔

**وزیر صنعت و حرف:** نہیں بھائی، آپ کی بھی عزت کرتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جب میں یہاں سے ہٹونگا تو آپ مجھے گالیاں دے سکتے ہیں لیکن جب Chair پر بیٹھا ہو تو الفاظ غیر پارلیمانی استعمال نہیں ہونی چاہئیں، جی آپ بات کریں۔

**وزیر صنعت و حرف:** جناب اسپیکر آپ شاید، چلے میں اس بحث کو چھوڑ دیتا ہوں یا تھوڑا سا جاری رکھوں؟ چلو چھوڑ دیتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** آپ کی مرضی بسم اللہ جیسے آپ مناسب سمجھیں؟ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، جیسے آپ مناسب سمجھیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

**وزیر صنعت و حرف:** بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم، جناب اسپیکر بڑی مہربانی آپ نے پارلیمانی لیڈر کی حوالے سے، میں پارٹی کا پارلیمانی لیڈر ہوں اس ایوان میں جسکے سات یہم پی ایز ہیں اس حوالے سے آپ نے مجھے شاید بہت بعد میں time دیا لیکن آپ کی بڑی مہربانی۔ جناب والا! زیر بحث تحریک التواء جو جناب جعفر خان مندو خیل صاحب کی جانب سے پیش

کی گئی ہے۔ جسمیں کنواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، وزیر اعلیٰ بلوچستان، چیف آف ساراواں اور نواب ذوالفقار علی مکسی صاحب، گورنر بلوچستان اور مکسی قبائل کے نواب اور جناب اُسکے ساتھ جتنے بھی ہمارے سیاسی قائدین ہیں اور جتنے ہمارے tribal elders ہیں اُنکے اوپر جتنے حملے ہوئے ہیں ہم اُنکی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور جناب والا! خدا نخواستہ اُس دن اگر یہ حملے کامیاب ہو جاتے تو آپ اور میں سوچ سکتے کہ جناب والا! کہ جس صوبے میں ہم رہ رہے ہیں وہ tribal حوالے سے اور اُسکی قبائلی حیثیت کیا ہے۔ اسوقت بھی وہ قبائلی اقدار اتنے مضبوط ہیں سب کچھ ہونے کے باوجود کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن بہت ہی برا دن ہوتا یہاں tribals آپس میں دست و گریبان ہوتے۔ یہ اللہ نے مہربانی کیا ہے کہ ہمیں ایک بڑے حادثے سے بچ گئے ہیں۔ بحیثیت ایک قوم بحیثیت صوبہ لیکن جناب والا! ہمیں اس امر کا جائزہ لینا ہو گا کہ یہ واقعات اس حد تک، یہ حالات اس حد تک کیوں پہنچے ہیں؟ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ حالات کوئی ایک دن میں پیدا نہیں ہوئے۔ یہ وہی شخصیات ہیں جن کے گھر جانے سے دس دس خون معاف ہو جاتے تھے۔ اگر کوئی tribal Chief کی کسی پر کہیں پر دس قتل بھی ہو جاتے اور ان جیسے شخصیات وہاں جاتے تو لوگ اپنے دس خون بھی معاف کر دیتے، لیکن آج کیا وجہ ہے کہ انہیں شخصیات کی اوپر حملے ہوتے ہیں۔ محض اسیلے کہ وہ حکومت پاکستان یا صوبے کے عہدوں پر فائز ہیں اور ان عہدوں سے عام عوام کو یا نوجوان کو اس حد تک نفرت کیوں ہوئی ہے؟ جناب والا! یہ کوئی ایک دن کا یا نواب اسلم خان رئیسانی حکومت کا معاملہ نہیں ہے، یہ کوئی پچھلے ایک چیف منستر کا معاملہ نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے اور بلوچستان بحیثیت ایک صوبہ پہلے و ان یونٹ اور و ان یونٹ کے بعد بحیثیت صوبہ وجود میں آیا ہے اُس دن سے لیکر آج تک یہ تمام عوامل کا فرمایا ہیں یہاں جو جس انداز سے بلوچستان کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جس انداز سے بلوچستان کو مجرموں کا شکار کھا گیا ہیں اور جس طرح سے جناب والا! بلوچستان کے معدنی وسائل کو اور بلوچستان کو لوٹا گیا ہے یہ فطری عمل ہے کہ نوجوانوں کے اندر ایک جذباتی ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ اب جناب والا ہوتے وہ یہاں تک پہنچا ہے کہ وہ نہ اپنے بڑوں کو مانتے ہیں نہ کسی اور کو مانتے ہیں۔ اب جناب والا! و اللہ عالم کہ اسکے پیچھے اور کوئی تو تین ہیں متحرک ہیں، لیکن میں آپکے سامنے جناب والا کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اب بلوچستان کے سب سے بڑا ذخیرہ گیس کا جو 50ء کی دہائی میں دریافت ہوا اور یہ وہی گیس فیلڈ ہے جسکے پاسپ لائن کیلئے جہاز سے پاسپ لائے گئے یہ اتنا قیمتی اور اتنا viable پروجیکٹ تھا پاکستان کیلئے لیکن بلوچستان کو اس کا کیا فائدہ ملا؟ اب جناب والا گیس deplete ہونے جا رہا ہے گیس دن بدن کم ہو رہا ہے اور اسوقت نیشنل گرڈ میں ہماری گیس کی value یا ہمارے گیس کی contribution ہے وہ کوئی 20 فیصد ہے جبکہ کسی زمانے میں یہ 100% تھا۔ تو جناب والا! اب ان حالات میں لوگوں کا ایک بے چینی لوگوں کے اندر پیدا ہونا ایک لفظی بات ہے اور جناب والا اسی حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ لا ہوا یہ پورٹ، پہلے سے موجود ایہ پورٹ لیکن اسکو جدید بنانے کیلئے

اربou روپے خرچ کیے گئے۔ جبکہ اسوقت ہم نے اسی اسمبلی میں اور اسی کابینہ میں بیٹھ کر یہ گزارش کی کہ مکران چونکہ باقی علاقوں سے کثا ہوا ہے اسکے لیے ایک روڈ دی جائے، کوٹل ہائی وے جو تخلیق کیا تھا کسی لیڈر نے، ہم نے انہیں کو request کیا کہ براۓ مہربانی کر کے کوٹل ہائی وے بنایا جائے۔ تو جناب والا! مجھے یہ جواب دیا گیا کہ شاہ صاحب! یہ پروجیکٹ 11 ارب روپے کا ہے جو کہ ممکن نہیں ہے، لیکن اسی دوران لا ہو رائے پورٹ پر تمام سہولتیں ہونے کے باوجود اسکو جدید بنانے کیلئے اربou روپے خرچ کیے جا رہے تھے۔ تو جناب والا یہ ایسے عوامل ہے جنکی وجہ سے آج حالات یہاں تک پہنچ ہیں، لیکن اسکا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم سارے اپنے قبائلی اقدار، اپنے بڑوں کی عزت یا اپنے قبائلی معاشرے کو تھہ وبالا کر کے، پاکستان کی مخالفت یا ان اداروں کی مخالفت میں اتنے آگے جائیں کہ ہم اپنے آپ کو نقصان پہنچائیں اور اپنے گھر کو آگ لگا دیں، اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ جناب والا! پاکستان کی حدود اور اسکے آئین کے اندر رہتے ہوئے جتنی کوششیں کی جا رہی ہیں اس اسمبلی کے توسط سے، وہ کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کسی سے۔ اب جناب والا! جو چیزیں یہاں مانگی گئی ہیں صوبے کیلئے، وہ سب کے سامنے ہیں۔ آج آپ نے اخبار میں دیکھا جناب والا جہاں کے معدنیات کا تعلق ہے، ریکوڈ منصوبہ بلوچستان کے حوالے کیا گیا ہے۔ اب اس سے زیادہ جو ہے نا، ہم کیا مانگ سکتے ہیں؟ صوبائی خود اختاری کے حوالے، کنکرنٹ لسٹ سامنے آ رہا ہے، کنکرنٹ لسٹ میں جناب والا جتنے devolve ہونگے، ڈیپارٹمنٹ ہوں وہ ہمارے پاس آ جائیں گے، لیکن میرا خیال ہے کہ اس سے ہمیں زیادہ فائدہ نہیں ہوگا اسلیے کہ ان ڈیپارٹمنٹوں نے جہاں ڈیولمنٹ کی ہیں وہ بلوچستان میں نہیں ہیں، وہ سندھ میں ہو سکتے ہے، پنجاب میں ہو سکتے ہیں، فرینیزیر میں کچھ ہو سکتے ہے، لیکن یہ جتنے ڈیپارٹمنٹ ہوں ہو رہیں بلوچستان میں انکا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ بہر حال یہ ایک اچھا عمل ہے جو یہ devolve ہونے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ایسے لگ رہا ہے کہ آہستہ آہستہ سوچھے سمجھے منصوبے کے تحت جس طرح ہمارا برادر قوم پشتون جو ہے نا، انکو 1997ء سے آج تک ایک خانہ جنگلی کی کیفیت سے دوچار کیا گیا ہے، اب حالات اُس نجح پر جا رہے ہیں کہ کہیں خداخواستہ ایسا نہ ہو کہ بلوچ قوم بھی پشتون بھائیوں جیسا خانہ جنگلی کا شکار ہوں۔ کبھی جناب والا پشتونوں کو امریکہ مجاہدین کے نام پر ہیر و بنائے پیش کرتا ہے اور ہم ہی لوگ انکو کہتے ہیں ”جی یہ بڑے اچھے مجاہد ہیں اور بڑے انہوں نے وفاداری کا مظاہر change کیا اپنے سر زمین کے ساتھ روس کو مار بھگایا“، لیکن جناب والا! انہیں کو جب، جب باتیں پھر جاتی ہیں حالات ہو جاتے ہیں، پھر انہیں کو ہم کہتے ہیں کہ ”جناب یہ سب سے بڑے دشمن ہیں“، 11/9 بھی انہوں نے کیا، القاعدہ بھی انہوں نے بنایا، القاعدہ کو بھی پناہ انہوں نے دیا اور جناب والا انکو ایک دوسرے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے اور اُنکی نیخ کنی کیا جاتا ہے، لٹکون رہا ہے اُنکے خلاف؟ وہی جناب ایک ہی قوم ہے، جناب والا! خداخواستہ ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہیں کہ ایسا نہ ہو کہ بلوچ قوم بھی اُس ڈگر پر چل نکلیں، اب جناب والا! انہیں الفاظ کیسا تھا میں اجازت چاہوں گا، آپ نے شاید

دوستوں کو کہا کہ نماز کا بھی وقت ہور ہا ہے۔ کچھ بتیں اور بھی تھیں امریکہ کے حوالے سے لیکن آپ نے پھر کبھی۔  
جناب اسپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے اگر نماز کے بعد اجلاس رکھ لیں کیونکہ BACDA کی میئنگ ہے چیف منٹر نے  
Chair کرنی ہے تین بجے۔

وزیر صنعت و حرفت: اور کتنے speakers ہیں۔

جناب اسپیکر: پانچ، چھا اور ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت: پیش امام موجود ہیں جناب والا۔

جناب اسپیکر: جیسے آپ فیصلہ کر لیں، ہاؤس فیصلہ کر لیں اُسی حساب سے۔

وزیر صنعت و حرفت: اور میرے بعد جناب زیادہ speakers ہیں جناب تو میں۔

جناب اسپیکر: مسجد موجود ہے، جمع کی نماز و ہیں ہو گی، لیکن جیسے آپ فیصلہ ہاؤس کرے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔  
وزیر صنعت و حرفت: بس جناب والامیں انہیں الفاظ کیسا تھا جائز چاہتا ہوں بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ کیپٹن عبدالخالق اچکزی محترمہ، بغیر نام کے کوئی پرچی آتی ہے لیڈریز I don't know who has sent it.

وزیر ملکہ پر اسیکیوشن: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ Thank you اسپیکر صاحب۔ آپ نے مجھے اس انتہائی اہم

نووعیت کی تحریک التواء پر بولنے کا موقع دیا، میں اپنی طرف سے اور تمام جو میری women Parliamentarians ہیں انکی طرف سے انتہائی مذمت کرتی ہوں ان دو واقعات کی، جو ہمارے سربراہان کیسا تھا ہوا پہلے گورنر صاحب کے ساتھ اور پھر وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے تو سمجھنہیں آتی کہ یہ ہمارا اتنا پیارا پر امن صوبہ جسکی مشالیں دی جاتی تھیں اور جسکی بہت سی چیزیں پورے ملک میں مشہور ہے کہ کہتے ہیں کہ ”جی بلوچستان کا موسم بہت اچھا ہے، بلوچستان کا پانی بہت اچھا ہے، بلوچستان کے لوگ بہت مہمان نواز ہیں، بہت اچھے ہیں، جو روایات پسند ہیں“، یہ تمام چیزیں جو ہیں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ لیکن اس گھر کو یا اس پیارے صوبے کو کس کی نظر لگائی اور کس طرح سے حالات جار ہے ہیں؟ اس میں یقیناً ہر بلوچستان کا بندہ اور عوام جو ہے بے انتہا تشویش کا شکار ہیں میں تو یہ کہوں گی کہ چونکہ عوام میں زیادہ پھرتے ہیں، اُنھیں بیٹھتے ہیں ہم سب ہی، تو آج بلوچستان کے لوگ جو ہیں وہ یقیناً ہنسنا بھول چکے ہیں میں نے تو بہت عرصے سے کسی کا قبہ تو بالکل بھی نہیں سنا مسکراہٹ تو دو رکی بات ہے جب یہ خبر آتی پہلے تو روز ہی کوئی نہ کوئی خبر آتی تھی لیکن جب یہ خبر آتی گورنر صاحب کی اور اُسکے بعد وزیر اعلیٰ صاحب کی، تو اس خبر کو بے انتہا افسوس کے سنا گیا اور یہ جیسے کہ شاہ صاحب نے کہا کہ اگر، خدا خواستہ ایسا ہوتا بیٹک بچانے والی ذات جو ہے مارنے والے سے بہت بڑی ہوتی ہے اور جنکے سروں پر ماوں کا سایہ ہوتا ہے وہ یقیناً اُس

سے محفوظ رہتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اس خبر کو انتہائی حیرت کے ساتھ بھی سنائیا اور انتہائی افسوس کے ساتھ بھی سنائیا کہ اگر کوئی جو ہے اس صوبے میں اتنی بڑی شخصیات جو ہے، جو کہ اپنے اُسمیں جو ہیں اپنے قبائلی حیثیت سے بھی بہت بڑی شخصیات ہیں وہ محفوظ نہیں ہے تو پھر بلوچستان کا کیا ہوگا؟ بہت سے لوگ اسکو discuss کرتے ہوئے پائے گئے ہیں، بہت سے لوگ اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پائے گئے، بہت سے لوگ اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پائے گئے، تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے جیسے کہ میرے تمام ساتھوں نے کہا یہ ایک انتہائی ڈکھ کی بات ہے کہ آج ہم ایک دوسرے پر trust نہیں کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے روایات کو نہیں سمجھ رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے کس کی طرف سے ہو رہا ہے؟ یقیناً یہ میں اس پر بڑی سنجیدگی سے بیٹھ کر سوچنے کی ضرورت ہے، میں نے ایک دفعہ ایک بات پڑھی تھیں اُسمیں لکھا تھا کسی اسکالر کی کہ ”تاریخ یاد کرتی ہے ہمیشہ اسکوا اور تاریخ جھوٹ نہیں بولتی“۔ تاریخ یقیناً ہماری آنے والی نسلیں جو ہیں وہ یاد کر لیں گے جب وہ تاریخ پڑھیں گے کہ اس مشکل وقت میں جو انتہائی مشکل وقت ہے اور اُسمیں جتنے بھی اسوقت ہمارے ایوان میں لوگ ہیں، ان لوگوں کو یاد کر لیں گے کہ ان لوگوں نے بلوچستان کے لوگوں کو جو سہارا دینے کی کوشش کی انتہائی مشکل وقت میں اور اُنکے زمانوں کا مداؤ کرنے کی کوشش کی۔

**جناب اپیکر:** محترم راحیلہ درانی صاحب آپ نے مکمل کر لی اپنی speech اذان ہو رہی ہے۔

(اذان کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

**وزیر مکملہ پر اسکیوشن:** بس میرے آخری دو تین۔

**جناب اپیکر:** دو speakers ہیں ہم کر سکتے ہیں ایک بجے تک اسکو ختم اجلاس کو اگر آپ منحصر کر لیں تو۔

**وزیر مکملہ پر اسکیوشن:** جی بالکل منحصر ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ تاریخ کے حوالے سے ہے، یقیناً جن لوگوں نے اس وقت بلوچستان کے عوام کا ساتھ دیا وہ یقیناً تاریخ اُسے اور آنیوالی نسلیں اُسے یاد رکھیں گی اور انکی قربانیوں کو جو کہ ان میں ہم سب شامل ہے۔ اگر ذرا سا بھی کسی میں سمجھ ہوا اور وہ تھوڑا sense رکھتا ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسوقت بلوچستان میں کس قسم کی game کھیلی جا رہی ہے اور کوئی نے لوگ اُسمیں involve نہیں۔ اللہ پاک! میں اس دعا کیسا تھا اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں، کہ اللہ پاک! جو ہے ہمارے اس صوبے کی رونقتوں کو واپس لا لیں اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

**جناب اپیکر:** شکریہ مولوی عبدالصمد صاحب اور ملک سلطان صاحب۔

**ملک سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات)** بسم اللہ الرحمن الرحيم سب سے پہلے میں گورنر بلوچستان صاحب، وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب، سردار جیلانی خان صاحب اور رؤوف ترین پر جو حملے ہوئے ہیں اُنکی میں بھرپور مزamt کرتا ہوں، باقی میں تو ہمارے معزز ایوان نے تفصیل کیں، صرف میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ باقیوں کی حد تک نہ ہوں، سب اس پر مل بیٹھ کے ہمارے

معزز ایوان اس مسئلے کا حل نکالیں مل بیٹھ کے تاکہ آئندہ اگر ہم اسی طرح نہ بیٹھیں تو میرے خیال میں ایک، ایک کر کے مارا جائیگے ہم سب بیٹھ کے اس مسئلے کا حل نکالیں۔

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے، شکریہ جناب جعفر جارج صاحب۔

**جناب جعفر جارج صاحب:** جناب جعفر مندوخیل صاحب نے جو تحریک التواء پیش کی یہ بات حق ہے کہ ہمارا صوبہ ایک قبائلی system پر چل رہا ہے اور ہمارے درمیان جو معتبر شخصیت بیٹھی ہیں، میں چیف آف سارا وان اور چیف آف جھالا وان کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہ تمام معاملات جو رومنا ہو رہے ہیں ہمارے صوبے میں، آپ اپنا جو قبائلی influence ہے اُسکا استعمال کریں اور ضرور ہے کہ اسیں کوئی پیش رفت بہتر انداز میں ہو سکتی ہے، نواب ذوالفقار مگسی صاحب اور نواب محمد اسلام ریسنسی اسٹریٹیجی صاحب پر جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے، تمام Christian Community جو پُر زور مدمت کرتی ہے اور ہم برابر کے آپکے اس دکھ میں شریک ہیں Thank you۔

**جناب اپیکر:** جی اور کسی نے بات کرنی ہے ابھی؟ Thank you جناب جعفر خان مندوخیل کی تحریک التواء نمبر 1۔ جی جناب مسعود لوئی صاحب اگر آپ کا نام مجھے بھجوائیں تو بہتر ہوتا جی، اللہ آپ بات کریں۔

**سردار مسعود علی خان لوئی (وزیر غیر رسمی تعلیم)** شکریہ جناب اپیکر صاحب میں، وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب محمد اسلام ریسنسی اور گورنر بلوچستان، نواب ذوالفقار علی مگسی، پر جو قاتلانہ حملہ ہوئے ہیں اُسکا میں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں، اسوقت بلوچستان میں امن و امان کے حوالے سے حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں، جب نوابوں اور سرداروں پر حملے ہونگے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ مجھے تو واضح طور پر بلوچستان میں خانہ جنگی نظر آرہی ہے حکومت اور قانون نافذ کر نیوالے ادارے اور خفیہ ادارے ملکر کے حالات کی بہتری کیلئے کوشش کرنا ہو گا میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ حکومت کو نرمی سے کام نہیں لینا چاہیے، جب حکومت نرمی کر گی تو امن و امان قائم نہیں ہو سکتا، چوروں اور ڈاؤنوں، قاتلوں اور امن تباہ کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائیں تاکہ آئندہ کوئی بھی دشمن کے ورگلانے اور خریدنے میں نہ آئے شکریہ۔

**جناب اپیکر:** اور کسی نے بات کرنی ہے، میرے خیال میں اب تو نماز کا وقت ہو رہا ہے، جناب جعفر خان مندوخیل کی تحریک التواء نمبر 1 جو کہ گورنر بلوچستان اور وزیر اعلیٰ بلوچستان پر حملے کے حوالے سے ہے، اُسے مدتی قرارداد میں تبدیل کر کے منتظر کیا جاتا ہے، ابھی نماز کا وقت ہو رہا ہے وہاں سے خطبہ بھی آرہا ہے یہ 13 تاریخ کے اجلاس میں ہم کریں گے نواب صاحب۔

**قائد ایوان:** جی میں آپکے تجاویز، انکے تجاویز سے میں متفق ہوں اور میں انکے ساتھ بیٹھ کر، جو، جس اجلاس کی تجاویز انہوں نے دی ہے، اُسکے انتظامات اور جن دوستوں کو ہم نے اُسیں مدعو کرنا ہے، اُسکے بارے میں بھی ہم بیٹھ کر فہرستیں بنائیں

10 دسمبر 2010ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

26

گے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب محمد اسلم بھوتانی (جناب اسپیکر) Thank you اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 13 دسمبر 2010ء

بوقت 11:00 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس صبح 11:00 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)